مقالات

ڈاکٹر شبیر احمد منصوری☆

انبیاءِ کرامؑ کا تشریعی مقام ومرتبہ......فکرِ رازیؒ کا مطالعہ

دین اسلام اَبدی دین ہے چنانچہ دین اسلام کے پیش کردہ بنیادی اُصول بھی اَبدی ہیں جیسے توحید، رسالت، آخرت، بندگیٔ ربّ، رضاءِ الٰہی وغیرہ۔ انبیاءِ کرام ہر دور میں انہی بنیادوں اور اُصولی باتوں کی دعوت پیش کرنے کے لئے تشریف لائے۔ کرۂ ارض پر جب بھی اور جہاں بھی ان کی بعثت ہوئی، ان کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور قابل احترام 'شارع'○ اور 'مطاع' کی تھی۔

رسول کا مقامِ مطاع

مولانا محمد منظور نعمانی لکھتے ہیں:

''اگر مقامِ نبوت سمجھنے اور نبیؐ و رسول کی معرفت حاصل کرنے کے لئے صرف قرآن ہی میں تدبر کیا جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ رسول کی حیثیت صرف ایک پیغام رساں ہی کی نہیں ہوتی بلکہ رسول امام، ہادی، قاضی، شارع، حاکم اور مطاع ہوتا ہے''(۱)

قرآنِ مجید نے انبیاء و رسل علیہم السلام کے تشریعی مقام کی وضاحت بہت واضح اَلفاظ میں کردی ہے اور اللہ کے حکم سے ان میں سے ہر ایک کی اطاعت بھی لازمی تھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذۡنِ اللّٰهِ﴾(۲)

''ہم نے جو رسول بھی بھیجا، اسی لئے بھیجا کہ اذنِ خداوندی کی بنیاد پر اس کی اطاعت کی جائے''

محمد بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں: ''رسولوں کا مطاع ہونا قرآن کے نزدیک حق رسالت ہے اور ایک ایسا عام قانون ہے جس سے کبھی کوئی رسول مستثنیٰ نہیں رہا۔ ہر رسول اطاعت ہی کے لئے بھیجا گیا ہے''(۳)

سید مودودیؒ فرماتے ہیں: ''اللہ کا رسول قاضی، معلم و مربی، پیشوا، رہنما، حاکم و فرمانبردار اور شارع (Law Giver) ہوتا ہے۔''(۴)

فخر الدین رازیؒ قرآنی آیت ﴿وَمَا أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذۡنِ اللّٰهِ﴾(۵) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: وما ارسلنا من هذا الجنس أحدا إلا كذا وكذا(۶)

''گروہِ انبیاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں مگر ہر ایک کو 'مطاع' بنا کر بھیجا گیا ہے''۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب

○ اللہ کی دی ہوئی شریعت چونکہ انبیاء کے ذریعے انسانوں تک پہنچتی اور ان پر نافذ ہوتی ہے لہٰذا مجازی معنی میں انہیں بھی 'شارع' کہہ دیا جاتا ہے وگرنہ درحقیقت شارع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ (محدث)

رازیؒ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں :

"الآية دالة على أنه لا رسول إلا ومعه شريعة ليكون مطاعا في تلك الشريعة ومتبوعا فيها ...... والله تعالىٰ حكم على كل رسول بأنه مطاع"(۷)

''یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہر رسول ایک شریعت لے کر آتا ہے اور وہ اپنی اس شریعت کے سلسلے میں مطاع ہوتا ہے اور ضروری ہے کہ اطاعت کے ساتھ اس کی اتباع بھی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ بھی ہے کہ ہر رسول مطاع ہوتا ہے''

قرآنِ مجید کی آیت: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ﴾(۸) ''موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی اور ان کے پیچھے لگاتار رسول بھیجے''...... معتزلہ نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ ہر نبی صاحبِ شریعت نہیں ہوتا اور اس کی حیثیت و مقام شارع کا نہیں ہوتا جبکہ فخر الدین رازیؒ اس کی تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''اگر آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک ایک ہی شریعت ہے تو انبیاءِ کرام کی بعثت کی ضرورت کیا رہ جاتی ہے؟'' ...... فخر الدین رازی کے نزدیک

''انبیاءِ کرام کی حیثیت کسی معاشرے کے لئے قاضی وشارع کی ہوتی ہے۔ معاشرتی زندگی جو انسانی وجود وبقا کے لئے ضروری ہے تو لازمی ہے کہ باہم ظلم وجور سے بچنے کے لئے کوئی شریعت ہو اور شارع بھی موجود ہو جو اخلاقیات، سیاسیات اور نظامِ معاشرت میں ان کی رہنمائی کرے''(۱۰)

فخر الدین رازی اتباع اور اِطاعت کو رسالت کا حق جانتے ہیں۔ مقام رسالت میں یہ بات شامل ہے کہ انبیاء و رسل کے طرزِ عمل کی اتباع کی جائے۔ حکم الٰہی ہے: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي﴾(۱۱) ''ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو'' ...... اتباع اور اطاعت حبِ الٰہی کی شرط ہے جبکہ حبِ الٰہی ایمان باللہ کی شرط ہے۔ رازی اس آیتِ مبارکہ کی توضیح وتشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دلت الآية على أن محبة الله مستلزمة للمتابعة لكن المحبة واجبة بالاجماع ولازم الواجب واجب فمتابعته واجبة(۱۲)

''یہ آیت اس بات پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہے کہ اللہ کی محبت اتباع کو لازم ٹھہراتی ہے اور بالاجماع حبِ الٰہی واجب ہے۔ لہٰذا واجب کا جو لازمہ ہے وہ بھی واجب ہوتا ہے پس اس کی متابعت واجب ہے''

﴿مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ ...... رازیؒ اس حکم کی تفسیر میں لکھتے ہیں: فإذا فعل فقد أتانا بالفعل، فوجب علينا أن نأخذه(۱۳) ''قول وفعل دونوں صورتوں میں رسولِ اکرم ﷺ جو فرمائیں یا نمونۂ عمل پیش کریں، اس پر عمل پیرا ہونا اور اس فرمان اور اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنا واجب اور لازم ہے۔ آپؐ کی اصل حیثیت و مقام یہ ہے کہ آپؐ کی تعظیم کی جائے اور تعظیم کا اس کے سوا اور کوئی مطلب نہیں

ہے کہ فکر وعمل میں آپ ؐ کی پیروی کی جائے''...... نیز فرماتے ہیں:

إنه لا نزاع في وجوب تعظيم الرسول فيكون ورود الشرع بإيجاب ذلك التعظيم يقتضي وروده بان يجب على الأمة الاتيان بمثل فعله (۱۴)

''رسول اللہ کی تعظیم کرنا بغیر کسی اختلاف کے فرض ہے اور شریعت کا آپ کی تعظیم کو فرض قرار دینا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اُمت پر آپ کے اعمال وافعال کی پیروی کرنا فرض ہے۔''

مقامِ رسالت ...... قرآنی توضیحات

رسول کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی عملی صورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا فی الواقع اللہ کے ساتھ بیعت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے اللہ ہی کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اگر انسانی زندگی کے معاملات میں باہمی نزاع و اختلاف واقع ہوجائے تو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ باہمی تنازعات کی ایسی صورتِ حال میں اہل ایمان کو من مانی کرنے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کے فیصلوں سے روگردانی یا انحراف کرنے کا بالکل اختیار نہیں ہے۔ الٰہی فرمودات پر ایک نظر ڈالیے:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۱۵)

''جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی''

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۱۶)

''اے نبی جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے، وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے''

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (۱۷)

''کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کردے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے''

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (۱۸)

''پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو''

سید مودودیؒ فرماتے ہیں:

''رسول ؐ، اللہ کی طرف سے مامور کیا ہوا فرمانروا ہے۔ اس کی فرمانروائی اس کے منصب رسالت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ اس کا رسول ہونا ہی اللہ کی طرف سے اس کا حاکم مطاع ہونا ہے۔ اس کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے اور اس سے بیعت دراصل اللہ سے بیعت ہے، اس کی اطاعت نہ کرنے کے معنی اس کی نافرمانی کے ہیں''(۱۹)

انبیاءِ کرام کی رشد وہدایت کی تحریک خود ساختہ نہیں ہوتی۔ ان کی نبوت ورسالت کا مقام، اکتساب

اور محنت کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ منصبِ رسالت پر انہیں اللہ تعالیٰ فائز فرماتا ہے جس کا مقصد فکر وعمل اور شب و روز کے سارے کاموں میں انسانوں کو رہنمائی دینا اور ان کے سامنے بہترین نمونۂ عمل پیش کرنا ہوتا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا﴾ [20]

رسول اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہادی اور امام ہوتے ہیں [21]۔ اللہ کا رسول امر ونہی کا اختیار رکھتا ہے اور شارع ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے بیان میں اس سلسلے میں کوئی ابہام نہیں ہے:

﴿يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالأَغْلاَلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ [22]

''وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے''

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''آیت کے الفاظ اس امر میں بالکل صریح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تشریعی اختیارات عطا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر ونہی، تحلیل وتحریم صرف وہی نہیں ہے جو قرآن میں بیان ہوئی ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ کا حلال وحرام ٹھہرایا ہوا اور آپؐ کا امر ونہی اللہ کے دیئے ہوئے اختیارات سے ہے'' [23]

ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی انبیاءِ کرام کے تشریعی مقام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"فقد جاء ت أحاديث كثيرة تدل على أن الشريعة تتكون من الأمرين معا ـ الكتاب والسنة ـ وأن فى السنة ما ليس في الكتاب وأنه يجب الأخذ بما فى السنة من الأحكام كما يؤخذ بما فى الكتاب" [24]

''بے شمار اَحادیث وارد ہوئی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ شریعت دو اُصولوں سے بنتی ہے: کتاب اور سنت۔ اور سنت میں وہ کچھ ہوتا ہے جو کتاب میں نہیں ملتا۔ تو جس طرح قرآن سے اَحکام اخذ کرنا واجب ہے، اسی طرح سنت سے احکام اَخذ کرنا بھی واجب ہے''

رسول بحیثیتِ حَکم وقاضی

انسانی معاشرت میں فطری طور پر بعض معاملاتِ زندگی میں باہم اختلاف ونزاع واقع ہوجاتا ہے۔ ایسے مواقع پر فیصلہ کون کرے اور فیصلے کا اصول کیا ہو؟ وحی الٰہی اس کا واضح جواب یہ دیتی ہے کہ نزاعی معاملات کا فیصلہ قرآنی اَحکام وتعلیمات کی بنیاد پر ہوتا اور حَکم وقاضی رسول اللہ ﷺ ہوں گے۔ بلکہ آپ کا مقام وحیثیت یہ ہے کہ جب تک آپ کو اپنے معاملات میں حَکم وقاضی نہ مانا جائے اور آپ کے فیصلوں کے سامنے سرتسلیم خم نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے اس مقام اور حیثیت کی وضاحت یوں کرتا ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (۲۵)

''نہیں اے محمد! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مؤمن نہیں ہوسکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں یہ آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ آپ فیصلہ کریں، اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں''۔

فخر الدین رازی ختم المرسلین ﷺ کے تشریعی مقام کی توضیح وتشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ ختم المرسلین ہیں اور آپؐ کی شریعت آخری شریعت ہے، لہٰذا اب ہر صورت میں آپؐ کو آخری شارع ماننا ہوگا اور آپ کے لائے ہوئے شرعی اَحکام، قرآن وسنت ضابطہ زندگی قرار پائیں گے۔ ہر رسول شریعت لے کر آیا لیکن محدود وقت کے لئے۔ خود رسول اکرم ﷺ اپنی بعثت کے وقت کسی شریعت پر نہ تھے کیونکہ سابقہ انبیاء کرام کی شریعتیں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آنے پر منسوخ ہوگئیں جبکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث اور شرک وکفر اختیار کرنے کی وجہ سے ختم ہوچکی تھی۔ چنانچہ نبی ٔ آخر الزمان کے آجانے کے بعد سابقہ تمام انبیاءِ کرام کا تشریعی مقام ختم ہوچکا تھا اور کوئی بھی شریعت موجود نہ تھی۔'' (۲۶)

اسلام، ساری انسانیت کا ایک ہی دین

قرآن مجید اس بات کو صراحت کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ روزِ اول سے انسانیت کا دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ دین اسلام ہی تمام انسانوں کے لئے شاہراہِ ہدایت ہے اور دنیوی و اُخروی فوز وفلاح کا بہترین نسخہ ہے۔ قرآن مجید دین اسلام کو دین حق، دین فہم اور دین فطرت قرار دیتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں یہ بات بھی کھول کر بیان کردی گئی ہے کہ کوئی شخص یا گروہ اگر دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور راہ اختیار کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔ مذکورہ حقائق کو قرآن مجید یوں بیان کرتا ہے، فرمایا:

﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِندَ اللّٰهِ الإِسْلَامُ﴾ (۲۷) ''اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے''

﴿أَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ﴾ (۲۸)

''کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہیں''

﴿أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (۲۹)

''اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں''

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ

اللّٰہِ، ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ أَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ (۳۰)

''پس یکسو ہوکر اپنا رخ اس دین کی سمت میں جما دو، قائم ہوجاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی، یہی بالکل 'راست اور درست دین' ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں''

دین اسلام فطری نظامِ زندگی ہے۔ دین حق ہے اور اللہ کا دین ہے لہٰذا جو کوئی کسی دوسرے طریقے کو اپنے جینے مرنے کے لئے پسند کرے گا تو یہ روش ہرگز قابل قبول نہ ہوگی۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الإِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الآخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ (۳۱)

''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا وہ دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھائے گا''

چونکہ دین حق ہی دراصل وہ واحد دین ہے جو واقعۃً دنیا و آخرت میں انسانی فلاح کی حقیقی ضمانت دیتا ہے لہٰذا دیگر اَدیانِ عالم پر اس سچے دین کو غلبہ دینے کے لئے خاتم الانبیاء حضرت محمد مجتبیٰ ﷺ کی بعثت ہوئی، فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهِ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ﴾ (۳۲) ''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے دیگر تمام مذاہب پر غالب کردے خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو''

رسول اکرم ﷺ نے دعوت وتبلیغ، ہجرت و جہاد اور شب و روز کی محنت سے اللہ کی دھرتی پر دین اسلام کو جاری وساری اور غالب کردیا۔ آپؐ ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے تفصیلی ضابطوں اور اَحکام کی تکمیل فرمادی۔ تکمیل دین کی یہ نوید سناتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿أَلْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الإِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (۳۳) ''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے''

مذکورہ آیات سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ سارے انسانوں کے لئے خیر وفلاح کا اور دنیا وآخرت کی بھلائی کا بس ایک ہی رستہ ہے اور وہ ہے اللہ کا دین: 'اسلام' البتہ جو اختلاف ہے وہ ہر دور کی شریعت اور تفصیلی اَحکام کا اختلاف ہے اور یہ اس لئے کہ انسانی مصلحت کا تقاضا ہو تو وہاں شرعی اَحکام اور فروع میں کمی بیشی اور ردّوبدل ضروری ہوجاتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: ''انبیاءِ کرام کا دین ایک ہی ہے۔ ان سب نے اسی کی تبلیغ کی ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے وہی دین واجب الاتباع ہے''۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿شَرَعَ لَکُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهِ نُوْحًا وَالَّذِیْ أَوْحَیْنَا إِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهِ

إِبْرٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ﴾ (۳۴)

''اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جسے (اے محمد ﷺ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو دے چکے ہیں، اس تاکید کے ساتھ کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا''

مناہج و شرائع کا اختلاف

دین کی اس یکسانیت کے باوجود مختلف اُمتوں کے لئے ان کے خصوصی حالات اور مصلحتوں کے مطابق اکثر ان کی شریعت، ضوابط اور قوانین میں فرق موجود تھا۔ یہاں تک کہ دین اسلام کی تکمیل ہوگئی اور نبوت و رسالت کا دروازہ قیامت تک کے لئے بند کردیا گیا۔ مختلف اُمتوں کی مصلحتوں اور ان کے اَحکام میں اختلاف کے بارے میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

والشرائع مصالح تختلف باختلاف الأحوال والأوقات فلكل وقت حكم يكتب على العباد أي يفرض عليهم على ما يقتضيه استصلاحهم (۳۵)

''شریعتوں کی مصلحتیں ہوتی ہیں جن میں احوال و اوقات کے مختلف ہونے کی وجہ سے باہم اختلاف ہوتا ہے۔ ہر وقت اور زمانے کے لئے ایک حکم ہوتا ہے جو بندوں کو دیا جاتا ہے یعنی اس حکم کی فرضیت بتقاضائے مصلحت ان پر کی جاتی ہے''

فخر الدین رازیؒ اختلافِ شرائع اور دین کی تکمیل کی توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"إن الدين ما كان ناقصا البتة بل كان أبداً كاملا يعنى كانت الشرائع النازلة من عند الله فى كل وقت كافية فى ذلك الوقت ...... وما فى آخر زمان المبعث فأنزل الله شريعة كاملة وحكم ببقائها إلى يوم القيمة ...... فالشرع أبدا كان كاملا...... إلا أن الأول كمال إلى زمان مخصوص...... والثانى كمال إلى يوم القيمة فلأجل هذا المعنىٰ قال: ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾" (۳۶)

''دین اسلام کبھی بھی ناقص نہیں رہا۔ ہر دور میں نازل ہونے والی شریعتیں اپنے اپنے دور کے لئے کافی تھیں، لیکن آخری بعثت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مکمل شریعت اُتاری اور قیامت تک اس کے باقی اور جاری رہنے کا حکم فرمایا۔ اب اس میں کسی حذف و اضافہ اور نسخ و ترمیم کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ شریعت ہمیشہ مکمل تھی، ہر پہلی شریعت اس زمانے کے لئے مکمل تھی اور یہ آخری شریعت قیامت تک کے لئے مکمل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا ہے۔''

آپؐ کے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نئی شریعت۔ خاتم الانبیاء والرسل کی لائی ہوئی شریعت

قیامت تک رہنے والی ہے۔ جبکہ آپ ہر اَسود واحمر، عربی وعجمی کے لئے اللہ کے آخری رسول اور رہنما ہیں...... کچھ اُصولی باتوں کی دعوت پر انبیاءِ کرام علیہم السلام کے اتفاق واتحاد کا تذکرہ کرتے ہوئے فخرالدین رازیؒ لکھتے ہیں:

فيجب أن يكون المراد منه الأمور التى لا تختلف باختلاف الشرائع، وهى الايمان بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والإيمان يوجب الإعراض عن الدنيا والاقبال على الآخرة والسعى فى مكارم الاخلاق والاحتراز عن رذائل الأحوال (۳۷)...... الخ

''اختلافِ شرائع کے باوجود وہ اصول جن میں انبیاءِ کرام کی دعوت یکساں رہتی ہے، وہ ہیں: اللہ، ملائکہ، کتب، رسولوں اور آخرت پر ایمان اور ایمان دنیا سے اِعراض اور آخرت کی طرف توجہ کا تقاضا کرتا ہے۔ مکارمِ اخلاق کیلئے سعی وکوشش اور رذائل اخلاق سے احتراز کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ عدل واحسان اور صدق ساری شریعتوں میں پسندیدہ ہے جبکہ کذب، ظلم اور ایذا ناپسندیدہ ہے''

قرآن مجید کی اس طرح کی آیات کا جن میں تمام انبیاء کرام کا دین ایک ہی بتایا گیا ہے، دوسری آیات سے بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ فرمایا ہے:

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَّلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (۳۸)

''ہم نے تم (انسانوں) میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک راہِ عمل مقرر کی۔ اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک اُمت بھی بنا سکتا تھا، لیکن اس نے یہ اس لئے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ لہٰذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو''

فخرالدین رازیؒ ایسی آیاتِ قرآنیہ میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

النوع الأول من الآيات مصروف إلى ما يتعلق بأصول الدين...... والنوع الثانى مصروف الى ما يتعلق بفروع الدين (۳۹)

''پہلی قسم کی آیات کا تعلق اُصولِ دین سے ہے، جبکہ دوسری آیات کا تعلق فروعِ دین سے ہے''

رازی شرعة ومنهاجا سے مراد مختلف شرائع لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک تورات شریعت ہے، انجیل شریعت ہے اور قرآن شریعت ہے، جبکہ اختلافِ شرائع کی حکمت مکلفین کے جذبہ اطاعت کی آزمائش ہے۔ (۴۰)

انبیاء کرام علیہم السلام کا تشریعی مقام یہ ہے کہ وہ اپنی اپنی اُمتوں کو اصولِ دین کی تعلیم دینے کے ساتھ فروع کے سلسلے میں حالات اور وقت کے تقاضوں کے مطابق اَحکام دیتے رہے۔ ان سب کا مقام

اپنی اپنی امت کے لئے حاکم، قاضی اور شارع کار ہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان سے خطاب فرمایا:

﴿ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَاتَتَّبِعْ أَهْوَآءَ الَّذِينَ لَايَعْلَمُونَ﴾ (۴۱)

''اس کے بعد اے نبی! ہم نے آپ کو دین کے معاملے میں ایک صاف شاہراہ (شریعت) پر قائم کیا ہے۔ لہٰذا تم اسی پر چلو اور ان لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے''

شریعت کی جو تفصیلات آپ لے کر آئے، اب قیامت تک ان میں کسی تغیر و تبدل کی ضرورت نہیں رہی۔ آپؐ دائمی و کامل شریعت کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں جس میں جامعیت اور ہمہ گیری پائی جاتی ہے۔ آپؐ کی شریعت کے بعد کوئی شریعت نہیں، لہٰذا آپؐ تمام شارعین کرام کے اِمام اور 'خاتم' کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

''دلائل عقلیہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ دنیا و آخرت میں انسانی کمال یہ ہے کہ وہ حق کو جانے اور خیر کو پہنچانے تاکہ اس پر عمل پیرا ہو سکے۔ بہترین عمل دنیا سے منہ موڑ کر آخرت کی طرف توجہ کرنا ہے۔ انسانی امارت کا تعلق ان دونوں باتوں سے ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انبیاءِ کرام پہلے انبیاءِ کرام کی شریعتوں کو منسوخ کرتے رہے۔ مگر یہ نسخ اصل میں مقصود نہیں ہوتا بلکہ کچھ امورِ زائدہ میں واقع ہوتا ہے''۔ (۴۲)

دوسری بات یہ ہے کہ بنیادی قواعد اور اُصولی باتوں میں شریعتوں کا باہم فرق نہیں ہے۔ فرق دراصل فروع اور زوائد میں ہے۔ رازی فرماتے ہیں: "التفاوت فی الشرائع ما وقع فی هذه القواعد الشرعية والمهمات الأصلية وإنما واقع فی الفروع والزوائد" (۴۳)

تکمیل شریعت...... رازی کا تجزیہ وتبصرہ

فخر الدین رازیؒ رسول ﷺ کے تکمیلی کام کے بارے میں تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں

''انبیاء و رسل اَرواحِ بشریہ کا علاج کرتے ہیں اور ان کا رُخ غیر اللہ سے موڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف کرتے ہیں۔ انبیاءِ کرام میں سے جس درجے میں بھی ان فوائد گذر ہوگا وہ اسی قدر عظیم اور کامل ہوگا۔ جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی دعوت بنی اسرائیل تک محدود تھی۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا اثر بہت تھوڑے لوگوں پر ظاہر ہوا۔ نصاریٰ نے باپ بیٹا اور روح القدس کی تثلیث کا فاسد عقیدہ گھڑ کر بدترین کفر کا ارتکاب کیا اور یہ ان کی بدترین جہالت تھی۔ اور یہ چیز کسی نبی کی پاکیزہ اور خالص دعوت سے بعید تر ہے۔ جبکہ ان کی دعوت خالص توحید و تنزیہ کے عقیدے پر مشتمل تھی۔ مجوسی دو خداؤں کی پوجا پاٹ کا غلط نظریہ رکھتے تھے اور بہنوں، بیٹیوں کے ساتھ نکاح کو جائز سمجھتے تھے۔ صابئین کواکب پرستی کا شکار تھے اور بت پرست شجر و حجر کی پرستش میں مگن تھے''

''ان حالات میں محمد رسول اللہ ﷺ دعوتِ توحید لے کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

پورے عالم کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ آپؐ کی آمد سے اَدیانِ باطلہ اور خیالاتِ فاسدہ کا خاتمہ ہوگیا۔ توحید کے چراغ روشن ہوگئے، انسانی قلوب توحید وتنزیہ کے پاکیزہ اور سچے اَفکار سے معمور ہوگئے۔ بیمار دلوں اور تاریک سینوں کے لئے محمد ﷺ کی دعوت تاثیر کے اعتبار سے دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑھ کر تھی۔ لہٰذا محمد مجتبیٰ ﷺ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام سے افضل ہیں۔ روحانی علاج کی تاثیر اور ہمہ گیر شریعت اور عالمی اثرات کے اعتبار سے ختم المرسلین، رحمۃ للعالمین کے کمالات کا کوئی ثانی نہیں'' ...... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!(۴۴)

یہود و نصاریٰ، مجوس، اور دنیا بھر کے مشرکین گم کردہ راہ ہیں۔ فکروعمل کے اعتبار سے حیران وسرگرداں ہیں۔ تاریکیوں نے انہیں گھیر رکھا ہے۔ حصولِ سعادت کے لئے انہیں دین اسلام کی طرف پلٹنا ہوگا۔ بے خبری کی دنیا سے نکل کر قرآنی سچائیوں کا اعتراف واقرار کرنا ہوگا۔ دل ودماغ کی تاریکیوں اور تنگ گھاٹیوں سے نکل کر دین فطرت کے پیش کردہ شرعی قواعد وقوانین کو زندگی کا حصہ بنانا ہوگا۔ علم وبصیرت اور انسانی عقل وفہم اسی بات کی گواہی دیتے ہیں کہ دین اسلام آخری شریعت اور حضرت محمد مجتبیٰ ﷺ آخری شارع ہیں۔ دین اپنی اسی خوبصورت شکل میں ایمان وامن کی ضمانت دیتا ہے اور رہتی دنیا تک کے سارے انسانوں کے مسائل کا حل اوران کے ذہنی سوالات اور اضطراب کا جواب پیش کرتا ہے۔ دین اسلام فی الواقع انسانی دکھوں کا مداوا ہے۔ دنیا وآخرت کے لئے فلاح اور راہِ نجات ہے!

۱۔معارف الحدیث: ۴۱/۱ ۲۔النساء: ۶۴/۴ ۳۔ترجمان السنۃ: ۱۵۳/۱
۴۔سنت کی آئینی حیثیت: ص ۸۵ ۵۔النساء: ۶۴/۴ ۶۔مفاتیح الغیب: ۱۲۸/۹
۷۔مفاتیح الغیب: ۱۲۹/۹ ۸۔البقرۃ: ۸۷/۲ ۹۔مفاتیح الغیب: ۱۶۱/۳
۱۰۔المباحث الشرقیۃ: ۵۲۴/۲ ۱۱۔آل عمران: ۳۱/۳ ۱۲۔المحصول فی علم الاصول: ص ۳۴۹
۱۳۔المحصول فی علم الاصول: ص ۳۴۹ ۱۴۔ایضاً: ص ۳۵۷ ۱۵۔النساء: ۸۰/۴
۱۶۔الفتح: ۱۰/۴۸ ۱۷۔الاحزاب: ۳۶/۳۳ ۱۸۔النساء: ۵۹/۴
۱۹۔سنت کی آئینی حیثیت: ص ۸۳ ۲۰۔الانبیاء: ۷۳/۲۱ ۲۱۔معارف الحدیث: ۴۳/۱
۲۲۔الاعراف: ۱۵۷/۷ ۲۳۔سنت کی آئینی حیثیت: ص ۷۹/ حفاظت حدیث: ص ۷۴
۲۴۔السنۃ ومکانتھا......: ص ۴۳۰ ۲۵۔النساء: ۶۵/۴ ۲۶۔المحصل حاشیہ: ص ۱۱
۲۷۔آل عمران: ۱۹/۳ ۲۸۔آل عمران: ۸۳/۳ ۲۹۔یوسف: ۴۰/۱۲
۳۰۔الروم: ۳۰/۳۰ ۳۱۔آل عمران: ۸۵/۳ ۳۲۔الصّف: ۹/۶۱
۳۳۔المائدۃ: ۳/۵ ۳۴۔حجۃ اللہ البالغۃ: ۴۵۸/۱ ۳۵۔الکشاف: ۴۱۶/۲
۳۶۔مفاتیح الغیب: ۱۰۹/۱۱ ۳۷۔مفاتیح الغیب: ۱۳۵/۲۷ ۳۸۔المائدۃ: ۴۸/۵
۳۹۔مفاتیح الغیب: ۱۲/۱۲ ۴۰۔مفاتیح الغیب: ۱۲/۱۲ ۴۱۔الجاثیۃ: ۱۸/۴۵
۴۲۔المطالب العالیۃ: ۸۷/۹ ۴۳۔المطالب العالیۃ: ۸۸/۹ ۴۴۔المطالب العالیۃ: ۱۲۲/۹

محدث کے شمارہ رمضان المبارک میں بعض اغلاط اور استدراکات

(۱) ابوعکاشہ مولانا عبدالرشید ضیاء، جامعہ اشاعۃ الاسلام، عارفوالہ، پاکپتن سے لکھتے ہیں:

رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ/ دسمبر ۲۰۰۰ء میں مولانا حفیظ الرحمن لکھوی کے مضمون 'رمضان المبارک کے احکام ومسائل'' میں عنوان ''عورتوں کے لئے قیام باجماعت'' ص ۲۳ کے تحت اس حدیث کا اِندراج مناسب ہوگا جسے مسند احمد بترتیب الفتح الربانی ۱۵/۵ میں درج کیا گیا ہے:

عن جابر بن عبد الله عن أبی بن کعب رضی الله عنهم قال جاء رجل إلی النبی ﷺ فقال یا رسول الله ! عملت اللیلة عملا قال ما هو؟ قال نسوة معی فی الدار قلن لی أنت تقرأ ولا نقرأ فصل بنا فصلیت ثمانیا والوتر قال فسکت النبی ﷺ قال فرأینا أن سکوته رضا بما کان

یہی روایت قیام اللیل للمروزی مطبوعہ سانگلہ ہل ص ۱۵۵ پر یوں ہے: وبه عن جابر جاء أبی بن کعب فی رمضان الخ وفیه فصلیت بهن ثمان رکعات والوتر فسکت عنه وکان شبه الرضا

اس روایت کے متعلق مجمع الزوائد کے مصنف علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: وإسناده حسن (مجمع الزوائد ۷۴/۲) اور الفتح الربانی کے مصنف فرماتے ہیں: وإسناده حسن (۱۵/۵)

(۲) بنگلہ دیش کے مولانا عبیداللہ غضنفر اسی شمارے میں شائع شدہ مولانا ابوالکلام آزاد کے مضمون کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کر رہے ہیں جس کے دوران انہیں مضمون میں پیش کردہ بعض آیات کے حوالے غلط ملے ہیں، انہوں نے اس کے لئے ادارۂ محدث سے رجوع کیا ہے۔

جواب: مولانا ابوالکلام آزاد کے مضمون کا اصل ماخذ سے تقابل کیا گیا تو وہاں بھی آیات کے یہ حوالے یوں ہی درج تھے اور ایسا تقریباً تمام آیات میں ہوا ہے جس کی وجہ غالباً یہ ہوسکتی ہے کہ سورتوں کی ترتیب مصحف کی بجائے ترتیبِ نزولی اختیار کی گئی ہو ورنہ مولانا آزاد سے اس قدر اہم سہو ہونا مشکل نظر آتا ہے، بہرحال وجہ جو کوئی بھی ہو، قارئین اس مضمون کے قرآنی حوالہ جات درست کرلیں:

صفحہ ۳: سطر نمبر ۹ میں ۵۲:۳۹ کی بجائے ۵۳/۳۹ ..... سطر نمبر ۱۴ میں ۱۷۸:۸ کی بجائے ۱۷۹/۷

صفحہ ۴: سطر نمبر ۶ میں ۶۲:۳۷ کی بجائے ۲۲/۳۹ ..... سطر نمبر ۱۷ میں ۸:۳۸ کی بجائے ۸/۳۶

آخری سطر میں ۲۲:۷۰ کی بجائے ۲۲/۷

صفحہ ۵: سطر نمبر ۷ میں ۱۰۹:۱۲ کی بجائے ۱۰۸/۱۲

صفحہ ۹: سطر نمبر ۱ میں ۶۲:۵ کی بجائے ۵۷/۵ ..... سطر نمبر ۶ میں ۶۳:۵ کی بجائے ۵۸/۵

سطر نمبر ۷ میں ۱۰۸:۲ کی بجائے ۲۱۲/۲

صفحہ ۱۰: سطر نمبر ۲ میں ۱۰:۲ کی بجائے ۹/۲